کتاب نما

اقبال اور مودودی کا تقابلی مطالعہ، عمر حیات خاں غوری۔ ناشر: مرکزی مکتبہ اسلامی ہند، چتلی قبر، دہلی۔ صفحات: ۴۷۸۔ قیمت: ۵۵ روپے۔

اسلام کی نشات ثانیہ کے لیے برعظیم اور عالم اسلام میں اس وقت اسلامی تحریکیں سرگرم عمل ہیں مگر بیسویں صدی کے ربع اول میں صورت حال یہ نہیں تھی۔ اکثر مسلم ممالک نہ صرف غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے بلکہ مغربی تہذیب کی چکاچوند نے جدید تعلیم یافتہ طبقے کی آنکھوں کو خیرہ کر رکھا تھا۔ پھر اشتراکیت بھی یہاں قدم جما رہی تھی۔ اس صورت حال میں پہلے علامہ اقبالؒ اور بعد میں مولانا مودودیؒ نے اسلام کو بہ طور ایک عالمی نظام کے پیش کیا۔ ہر دو نے جدید تعلیم یافتہ طبقے کو متاثر کیا اور ایک ایسی تحریک اٹھی جس نے پوری دنیا کو مختلف سطحوں پر متاثر کیا۔

مصنف نے شاعر و فلسفی علامہ اقبالؒ اور عالم دین و متکلم شریعت سید مودودیؒ میں مماثلت کی ایسی صورتیں دریافت کی ہیں جو شاید عام قاری کی نظر میں نہ ہوں گی۔ مصنف کے مطابق دونوں شخصیتیں حکومت الٰہیہ کے قیام پر متفق ہیں۔ دونوں ملت اسلامیہ کے ہر دکھ کا درماں قرآن میں پاتے ہیں۔ مسئلہ قومیت، مغربی تہذیب و تمدن، اشتراکیت و سرمایہ داری غرض بیسیوں ایسے پہلو ہیں جن کے بارے میں ان کا نقطۂ نظر یکساں ہے۔ یہ بھی حسن اتفاق ہے کہ دونوں نے زیادہ تر جدید تعلیم یافتہ طبقے کو متاثر کیا ہے اور یہ بات بھی معلوم ہے کہ اسلامی تحریک کو بار آور کرنے کے لیے علامہ اقبال ہی نے مولانا مودودیؒ کو پنجاب آنے کی دعوت دی تھی۔

پہلے باب میں علامہ اقبالؒ اور مولانا مودودیؒ کا سوانحی و فکری تعارف کے بعد ان کی تصنیفات کے حوالے سے ان کے اساسی کارناموں کا ذکر ہے۔ باب ۲ تا ۵ میں زیادہ تر مولانا مودودیؒ کا فکری ارتقا اور ان کی عملی جدوجہد کا حال ملتا ہے۔ اقبال نے شاعری، فلسفے اور خطبات کے ذریعے ایک اسلامی مملکت کی ضرورت اور قیام کے لیے عملی تگ و دو کر کے، اور مولانا نے عقلی، عملی، مشاہداتی اور تجربی دلائل سے اسلام کی زوردار وکالت کے ذریعے مخالفین کو لاجواب کر دیا۔

اس کتاب کے مطالعے سے ایک نتیجہ تو یہ سامنے آتا ہے کہ اقبال شناسی کے لیے افکار مودودیؒ اور مولانا کے افکار کی تفہیم کے لیے اقبال کا مطالعہ ضروری ہے۔ سید انور علی نے اس کتاب کے مقدمے میں